پچھاڑنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ غریب عوام کے لیے ان پیرانِ کلیسیا کا یہ رویہ نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے کہ یہ پیشوا اپنے اپنے طبقے سے منسلک رہتے ہیں اور کسی مرحلے پر بھی یہ اپنے طبقاتی اور جماعتی کردار سے روگردانی نہیں کرتے۔ ظلم تو یہ ہے کہ جو لوگ دوسرے مذاہب سے مسیحیت قبول کرتے ہیں وہ زندگی بھر غریب عوام سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور شادی بیاہوں میں بھی ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ رشتے ناطے ان لوگوں سے کریں جو اعلیٰ حسب و نسب کے حامل ہوں۔

تیسرے گروہ کے لوگ جو تعلیم، قانون اور ابلاغِ عامہ کے ذرائع سے منسلک ہیں۔ ان میں کچھ دردمند لوگ بھی شامل ہیں۔ ان میں کچھ لوگ اپنے وسائل کی کم مائیگی کے باعث خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں اور کچھ لوگ مقدور بھر اپنی اپنی کوششوں کو عملی جامہ پہنا کر جھیل کے ساکن پانی میں کبھی کبھی ایک کنکر پھینک کر مطمئن ہو جاتے ہیں مگر کچھ حضرات بھرپور طریقے سے اصلاحِ احوال کے لیے جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی بدولت سیاسی، سماجی، مذہبی اور طبقاتی بنیادوں پر اکثر ہنگامہ آرائی دیکھنے میں آتی رہتی ہے اور پاکستان میں ان کا دم غنیمت ہے۔ ذرائع ابلاغ سے منسلک صحافی، ادیب، شاعر بھی اپنا اپنا مثبت کردار ادا کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں مگر جب یہ حضرات بھی کبھی کبھی اپنی انا کے حصار میں مقید ہو کر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے مشن پر نکل کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ انسانی زندگی میں ابلاغِ عامہ ایک نہایت ہی جاندار اور مؤثر شعبہ ہے۔ شاعر، ادیب اور صحافی وسیع القلب اور حساس ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی نمود و نمائش سے بالاتر ہو کر عوام کی فلاح و بہبود کے لیے قلم کی طاقت کو استعمال کرنا چاہیے۔ یہی حضرات سیاسی، مذہبی اور سماجی تنظیموں میں غلط کار لوگوں کی ناک میں نکیل ڈال سکتے ہیں اور عوام الناس میں اتحاد و یک جہتی کا بیج بونے کی استطاعت رکھتے ہیں بشرطیکہ ان کی اپنی صفوں میں اتحاد ہو۔ (پندرہ روزہ شاداب — فروری ۱۹۹۲ء)

نعمت احمر کے قتل کے سلسلے میں

پاکستان انٹر ریلیجس ڈائیلاگ ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام ۳۰ جنوری کو ڈومینیکن سنٹر لاہور میں نعمت احمر کے قتل کے حوالے سے پیدا شدہ صورتِ حال پر ایک تقریب ہوئی۔ جس میں نذیر قیصر مدیر "عہد نامہ" مہمان مقرر تھے۔ انہوں نے نعمت احمر کے قتل اور اس کے محرکات پر روشنی ڈالی۔ بعد میں انہوں نے مسجدِ اقصیٰ پر اپنی نظم سنائی نیز بتایا کہ وہ "رسول اکرم کو نبی برحق" تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے چالیس نعتیں لکھی ہیں جو عنقریب کتابی صورت میں شائع ہوں گی۔

انٹر ریلیجس ڈائیلاگ ایسوسی ایشن کے وائس پریذیڈنٹ جناب حسن معزالدین اور تقریب کی چیئر پرسن ڈاکٹر سعیدہ خاور چشتی نے نذیر قیصر کی روایتوں کے تعریف کی۔ اُنھوں نے کہا کہ اس قسم کے

روتوں سے پاکستان کے شہریوں میں ہم آہنگی پیدا ہوگی اور نعمت احمر کے قتل جیسے واقعات وقوع پذیر نہ ہوں گے۔

تقریب میں شامل افراد میں ریٹائرڈ چیف جسٹس پاکستان جناب انوارالحق اور کارتیاس پاکستا کے ایگزیکٹو سیکرٹری جناب بریش میسی شامل تھے۔ (پندرہ روزہ شاداب۔لاہور، ۲۹ فروری ۱۹۹۲ء)

پاکستان ریلوے میں ریفرنڈم اور مسیحی ملازمین کا مطالبہ

کرسچن ریلوے ایمپلائز یونین کے مرکزی عہدیداروں نے اپنے مشترکہ بیان میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف، وفاقی وزیر مملکت برائے اقلیتی امور پیٹر جان سہوترا اور وفاقی وزیر پاکستان ریلوے سے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان ریلوے میں ہونے والے ریفرنڈم میں بھی ریلوے کے مسیحی ملازمین کے لیے جداگانہ ووٹ کا نوٹیفیکیشن جاری کیا جائے۔ کیوں کہ مسیحی پاکستانی ہونے کے ناتے سے ملک میں جداگانہ الیکشن لڑتے ہیں۔ انہوں نے ریلوے کے مسیحی ملازمین سے کہا کہ وہ آئندہ الیکشن میں ووٹ کاسٹ نہ کریں۔ (روزنامہ جنگ لاہور۔ ۵ مارچ ۱۹۹۲ء)

"فار ایسٹ براڈکاسٹنگ ایسوسی ایشن" کا اُردو پروگرام مسلمانوں تک پہنچ رہا ہے

پاکستان میں "فار ایسٹ براڈکاسٹنگ ایسوسی ایشن" کے مرکز تعلقات عامہ کے کارکن جو سیشلز سے نشر ہونے والے اُردو پروگرام کے بارے میں سامعین کے تاثرات اور ردعمل جاننے پر مامور ہیں، ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے پروگرام کے سامعین کے دلوں میں مسیح کے لیے تبدیلی محسوس کی ہے۔

پروگرام "زندگی کے سنگ" کے لیے کام کرنے والے عملے کو مشکل صورت حال کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس ضمن میں عملے نے تین واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔ "ایک سامع چار گھنٹے بس کا تھکا دینے والا سفر کر کے مرکز میں یہ بتانے کے لیے آیا کہ پروگرام نے اسے پریشان کیا ہے۔ ایک دوسرا بھیجا ہوا تحفہ واپس کرنے آیا اور اس نے غصّے بھرے لہجے میں بتایا کہ وہ آئندہ کبھی پروگرام نہیں سنے گا۔ ایک اور نوجوان نے کہا کہ اس کے دادا نے اس کے سلسلے کے پروگرام سننے سے اُسے منع کر دیا ہے۔"

کرسچن ہیرالڈ کی اطلاع کے مطابق "اِن مشکل حالات میں عملے نے جس زیرکی سے معاملات کو سنبھالا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ پہلا شخص جو پروگرام کے خلاف احتجاج کی خاطر مقامی رہنماؤں کو اپنا ہم نوا بنانے کے دھمکی دینے آیا تھا۔ اپنی دھمکی پر عمل کیے بغیر چلا گیا۔ دوسرا شخص جو تحفہ واپس کرنے آیا